سلسلہ مطبوعات (۴۷)

مولانا عبید اللہ سندھی کا

ایک اہم مکتوب

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

باسمہ تعالیٰ

حرف اول

مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ برعظیم کی وہ قابل قدر شخصیت ہیں جن کے بغیر برعظیم کی بیسویں صدی کی تاریخ کا تصور ایک جاہلانہ تصور ہے۔ انہوں نے اپنے محبوب استاد شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر حصول آزادی کے اعلیٰ مقصد کی خاطر ملک چھوڑ کر ایک اجنبی دیس کی راہ لی اور پھر دنیا کے بڑے بڑے انقلابات کا مشاہدہ بھی کیا۔ ان میں اپنا کردار بھی ادا کیا۔ عالمی سیاست کے مدجزر کا مقابلہ کرتے ہوئے جب وہ دوبارہ برعظیم میں آئے تو ان کے پاس ولی اللہی افکار کا عمیق مطالعہ کے ساتھ عصری تقاضوں کی شعوری معرفت بھی تھی چنانچہ جب انہوں نے درپیش مسائل پر گفتگو کی تو روایت پرست اور سامراج دوست حلقوں میں بھونچال آگیا۔ ان کے افکار و خیالات کا جواب نہ بن پایا تو ان کی کردار کشی ان حلقوں کا محبوب مشغلہ بن گئی اور ایسا طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا کہ بہت سے ذہن اس پروپیگنڈہ سے مرعوب ہو گئے مگر حقیقت کو زیادہ دیر چھپایا نہیں جاسکتا اور آج کا نوجوان مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی اہمیت سمجھنے لگا ہے کہ ان سے لیس ہوئے بغیر معاشرے کے سامراجی آلہ کار مقتدر طبقہ کا ناطقہ بند نہیں کیا جاسکتا

زیر نظر تحریر مولانا سندھی کا ایک اہم مکتوب ہے جس میں انہوں نے ان غلط بیانیوں کا پردہ چاک کیا ہے جن کی آڑ میں ولی اللہی تحریک کو ہدف تنقید بنایا جاتا رہا ہے اور آج بھی بعض حلقوں میں انہی بے بنیاد باتوں کا چرچا کرکے اپنے جھوٹے ہونے کی سند خود ہی پیش کی جا رہی ہے۔ مذکورہ تحریر آج بھی ان دروغ گوؤں کے خلاف استغاثہ پیش کر رہی ہے اور وقت کا قاضی جلد ہی فیصلہ کرنے والا ہے۔ (انشاء اللہ)

چیئرمین

بخدمت شریف جناب ڈاکٹر چونتھ رام صاحب
پریذیڈنٹ کانگریس کمیٹی سندھ

ڈاکٹر اشرف کا بیان اخبارات میں دیکھا کہ محترم المقام جناب پنڈت جی پریزیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس نے انہیں میری واپسی کے لئے کوشش کرنے کا حکم دیا اور ان کی دعوت پر علماء دارالعلوم دیوبند اور جمعیت علماء نے میری واپسی کی تجاویز منظور کیں۔ پھر میری محبوب ملک سندھ کی کمیٹی نے آپ کی ہدایت پر کام کیا۔ پھر آپ نے مجھے کونسل کے مباحثہ کی اطلاع دہی سے یاد فرمایا۔ ان سب کوششوں کا میرے دل پر خاص اثر ہے۔ میری طرف سے سب بزرگ اور دوست اور بھائی بہت بہت شکریہ قبول فرماویں۔

کمیونسٹ نظریہ کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے، مگر اسے عقیدہ بنانا میرے جیسے لوگوں کے لئے ممکن نہیں

(الف) آپ کا ارشاد تھا کہ تار میں جلدی مختصر خبر بھیج دوں۔ اس کی تعمیل نہ کر سکا، معافی چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس قسم کے مختصر بیان میری طرف سے گورنمنٹ کو مطمئن نہیں کر سکتے۔ میرا دعویٰ ہے کہ کمیونسٹ ریولیشن کو میں نے کبھی اپنا سیاسی عقیدہ (کریڈ) نہیں بنایا اور نہ آئندہ میرے جیسے لوگوں سے یہ ممکن ہے۔ گورنمنٹ اپنی معلومات پر احتیاط سے نظر ثانی کرے گی تو وہ خود اس کی شہادت دے گی۔

(ب) میں نے کمیونسٹ تھرڈ انٹرنیشنل کی تھیوری اور پروگرام اور آرگنزیشن کا ماسکو میں سات مہینے سرکاری مہمان رہ کر مطالعہ کیا ہے۔ باوجودیکہ میں کوئی یورپین زبان نہیں جانتا۔ اپنے رفیقوں کی مدد سے جس میں نیشنلسٹ اور کمیونسٹ دونوں فریق تھے۔ ہزار صفحہ کا زبانی ترجمہ سنا۔ سینکڑوں صفحہ کا انہوں نے اردو میں ترجمہ لکھ دیا۔ تاکہ میں بار بار مطالعہ کر سکوں میں نے پروفیسروں کے لیکچر انہی رفیقوں کی ترجمانی سے باقاعدہ سنے۔ میں نے اعلیٰ ذمہ داری کے مالک افسروں سے مباحثے کئے۔ مگر میں نے کمیونسٹ نظریہ اپنے

کریڈ کو نہیں بنایا۔ چونکہ ایک نادر موقع میسر آیا تھا۔ میں نے اس سے علمی فائدہ حاصل کرنے میں قصور نہیں کیا۔ چنانچہ ہماری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے رجسٹرار مجھے یورپ میں ملے تو چند سوالات کے بعد ان کی یہ رائے تھی کہ میں اس نظریہ کو ان کے پروفیسروں سے زیادہ جانتا ہوں۔

شیخ الہند ؒ سے علمی و سیاسی وابستگی اور اس کے اثرات

(ج) جو لوگ میری علمی سائیکولوجی سے واقف ہیں وہ کبھی مان نہیں سکتے کہ میں کمیونسٹ کریڈ قبول کر سکتا ہوں۔ میں ۱۶ سال کی عمر میں اسکول سے فارغ ہوا چار سال محنت کر کے دارالعلوم دیوبند سے سند فضیلت حاصل کی۔ سب کچھ پڑھنے کے بعد میرا اطمینان نہیں ہوا میرے استاد مولانا محمود حسن دیوبندی شیخ الہند نے مجھے شاہ ولی اللہ دہلوی کے فلسفہ کی طرف توجہ دلائی۔ سات سال کی مسلسل محنت کے بعد مجھے شاہ ولی اللہ کی اسلامی تشریح پر اطمینان ہوا۔ اس کے بعد ہر ایک مسلمان عالم کی ہر ایک بات ماننے کا قائل نہیں رہا۔ سندھ میں ایک مدرسہ بنا کر سات سال تک اپنی تحقیقات پڑھاتا رہا۔ اس کے بعد میں نے ساری توجہ قرآن کریم شاہ ولی اللہ کی فلاسفی سے حل کرنے میں صرف کر دی۔ آخر میں شیخ الہند سے شاہ ولی اللہ کے فلسفہ کی سب سے اعلیٰ کتاب کا درس لیا۔

(د) میری ننھیال کے پنجاب کے سکھ حکمرانوں سے دور کے تعلقات تھے۔ اس لئے پنجاب کی آزادی کے خواب میرے بچپن کے کھیل ہیں۔ اسلامی تعلیم جب مکمل کر چکا تو ان خیالات پر نظر ثانی کرنے سے وہی جذبہ دہلی کی آزادی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ شاہ ولی اللہ کی فلاسفی ایک خاص سیاسی اسکول کی رہنمائی کرتی ہے۔ ان کے سیاسی اسکول کے متبعین کی تاریخ سامنے رکھ کر میں نے اپنے لئے ایک پروگرام بھی بنالیا۔ وہ اسلامی بھی تھا اور انقلابی بھی۔ مگر ہند سے باہر کے مسلمانوں سے اس کو کوئی تعلق نہ تھا۔ کچھ عرصہ بعد میں نے شیخ الہند سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے اس میں اصلاح کا مشورہ دے کر اسے اتحاد اسلام کی ایک کڑی بنا دیا۔ اس کے بعد میں جس طرح علمی تحقیقات میں شیخ الہند

سے خاص تعلق رکھتا تھا، سیاسیات میں بھی ان کی اتباع میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے مجھ پر پورا اعتبار کر کے اپنی خاص جماعت میں شامل کر لیا۔

(ہ) بارہ سال میں شیخ الہند کے حکم سے سندھ میں کام کرتا رہا ہوں۔ میرا درجہ بڑھا کر چند سال انہوں نے مجھے دیوبند اپنے پاس رکھا اور اپنے لوگوں سے تعارف کرا دیا۔ دو سال دہلی میں علی گڑھ پارٹی سے ملنے کے لئے چھوڑا۔ میرے استاد نے میرا تعارف ڈاکٹر انصاری سے کرایا اور ڈاکٹر نے مولانا محمد علی سے ملایا اور مولانا نے ابوالکلام آزاد سے تعارف کرایا اس کے بعد مجھے کابل بھیج دیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت شیخ الہند نے ایک عرصہ سے مجھے اس کام کے لئے متعین کر لیا تھا۔ جس قدر ضرورتیں مجھے کابل میں نظر آئیں گی۔ ان امور کو وہ پہلے سے طیار کرتے رہے، فقط ایک خانہ میرے لئے خالی چھوڑ رکھا تھا۔ جسے پر کرنے کے لئے مجھے حکم دیا۔ میں نے یہ حکم نہایت تنگ دلی سے قبول کیا۔ میرے لئے اپنی طبیعت کے موافق ہندوستان میں کام کا بڑا میدان تھا اور میں اپنے آپ کو کابل سے بالکل غیر مناسب پاتا تھا۔ مگر اب شکر کرتا ہوں کہ اللہ نے اپنے بزرگ کا حکم ماننے کی توفیق دی۔

اپنی نیشنل تحریک سے غداری کرنے والا کسی انٹرنیشنل تحریک سے عزت کی امید نہیں کر سکتا

(و) میں کابل میں حکومت افغانیہ کے ساتھ کام کرتا رہا۔ امیر حبیب اللہ خان نے مجھے حکم دیا کہ میں ہندوستانی کام ہندوؤں کے ساتھ مل کر کروں۔ اب تک میں ایسے کام کی خود جرات نہیں کر سکتا تھا، مگر اس حکم نے مشکل حل کر دی۔ ایسے معاملات میں امیر المسلمین کا حکم ماننا اس کام کو اسلامی فرض بنا دیتا ہے۔ اس وقت سے میں نے کانگریس کی تائید شروع کی۔ بیرونی لوگوں سے اس کا تعارف کراتا رہا۔ کہ ہندوستانی حکومت کے لئے وہ پارلیمنٹ کا درجہ رکھتی ہے۔ میں ۱۹۰۱ء سے مسلسل اخبار پڑھنے والا ہوں۔ کانگریس کو اور تقسیم بنگال میں اس کی کامیابی کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ میرے دوست پروفیسر جیوت

رام کرپلانی اچھی گواہی دے سکتے ہیں۔ میں اس رستہ پر تیزی سے بڑھتا گیا۔ آخر امیر امان اللہ خاں کے زمانہ میں میں نے کابل میں کانگریس کمیٹی بنائی۔ جسے ڈاکٹر انصاری نے گیا سیشن میں کانگریس سے الحاق منظور کرا دیا۔ جہاں تک میرا علم ہے برٹش ایمپائر سے باہر یہ کانگریس کی پہلی کمیٹی ہے۔ اسی سال ہم روس پہنچے وہاں میرا تعارف کانگریس کمیٹی کابل کے پریزیڈنٹ کے نام سے ہوا۔ اس زمانہ میں ڈاکٹر نور محمد حیدر آبادی میرے سیکرٹری تھے۔ کیا کوئی عقلمند تجویز کر سکتا ہے کہ میں اپنی نیشنل تحریک سے غداری کر کے اس انٹرنیشنل جماعت سے عزت کی امید کروں گا۔ جہاں نیشنلسٹ ہندوستانیوں کی کافی تعداد موجود ہے۔ اس لئے بھی میرے لئے ناممکن تھا کہ کمیونسٹ کریڈ قبول کروں۔

آزاد مرکز کے بغیر پین اسلام ازم کا تصور لادین بین الاقوامیت کی کشش پیدا کر سکتا ہے

(ز) کابل تک صحیح معنوں میں میں پین اسلامسٹ تھا۔ اسلام کے فائدہ کے لئے انڈین نیشنل کانگریس میں داخل ہوا لیکن ٹرکی شکست کے بعد اتحاد اسلام کا کوئی مرکز نظر نہیں آتا تھا اور نہ ہی مستقبل قریب میں کسی پورے آزاد مرکز کی توقع کی جا سکتی تھی۔ اتحاد کے عوض روس کا لادینی انٹرنیشنلزم ہمارے نوجوانوں کے دلوں کو لبھا لیتا تھا۔ اس سے میں سخت حیران ہو گیا۔

برعظیم کے مسلمانوں کا کوئی بیرونی ہمدرد نہیں انہیں اپنی ملکی طاقت پر بھروسہ کرنا چاہئے

(ح) اس کے بعد ہم ٹرکی میں رہے۔ جب سے ٹرکی نے اپنا اسلام اپنی قومیت کا جزو بنا لیا۔ اس کا میں نے اچھی طرح مطالعہ کیا ہے۔ اس طرح میرا یہ فیصلہ بھی قطعی ہو گیا ہے کہ مجھے اسلام کی حفاظت کے لئے ہندوستانی مسلمان کے اسلام کو نیشنل کانگریس کا جزو بنا دینا چاہئے۔ میری تحقیق میں ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت خصوصا ادنیٰ' طبقہ کے لوگ

میری طرح ہندوؤں کی اولاد ہیں ان کا قدرتی وطن اور ملک ہند کے سوا دوسرا ملک نہیں ہو سکتا اور جو بزرگ باہر سے آئے مگر یہیں کے ہو رہے وہ بھی ہماری طرح ہند سے باہر اپنا کوئی ہمدرد نہ پائیں گے۔ انہیں بھی اپنی ملکی طاقت کے زور پر اپنا مذہب چلانا چاہئے۔

ہمارے پروگرام قبول کرنے کی صورت میں ہندوؤں کے سیاسی غلبے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں

(ط) اس کے لئے کافی وقت صرف کر کے میں نے شاہ ولی اللہ کے فلسفہ کی رہنمائی میں اسلامی تعلیمات پر نظر ثانی شروع کی۔ اس کو ایسا کر دیا کہ ہندوستانی قومیت کے ساتھ جمع ہو سکے۔ تاکہ تمام ہندوستانی قوموں سے مسلمانوں کی مذہبی جنگ ختم ہو جائے

میں نے اپنی قوم کی سائیکالوجی جانتے ہوئے اس پر اعتماد کیا ہے کہ جب ہم ہندوؤں پر ظلم کرنا چھوڑ دیں گے تو وہ کبھی ہم پر ظلم نہیں کریں گے۔ آج بھی مسلمانوں کے بعض بڑے بڑے لوگ ہندوؤں کے سیاسی غلبہ سے ڈر رہے ہیں۔ میرا جواب ان کے لئے یہ ہے کہ شاید وہ پہلے ہندوؤں پر زیادتی کر چکے ہیں اور اب بھی اسی قسم کے کام مذہب کے نام سے جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ضرور ڈرنا چاہئے مگر جو مسلمان اس انقلاب سے پہلے کی تاریخ کی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لیتا۔ اس زمانہ کے کام اس زمانہ کے لوگوں کی ذمہ داری پر مخصوص کر دیتا ہے اور آئندہ ہمارے پروگرام پر چلتا ہے اسے کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہو سکتا۔

ایک زبردست خطرہ اور اس کا حل

(ی) اس قدر اصلاح کے بعد بھی ہندوستانی مسلمان کے لئے ایک زبردست خطرہ نمودار ہوتا ہے۔ ہماری کانگریس آزادی پسند ترقی کن جماعت ہے۔ آج اگر ہم قوم کی پرانے سائیکالوجی پر مطمئن ہیں جس میں سرمایہ داری بھی ہے، برہمنزم بھی ہے۔ اس صورت میں چھوٹے چھوٹے جھگڑے تو کافی دیر تک ہوتے رہیں گے مگر کسی بڑے انقلاب

کا خوف نہیں۔ جو اسلام کو ختم کرنا چاہے۔ لیکن جس صورت میں کانگریس ترقی کرتی ہے اور سوشلسٹ پارٹی یا بالآخر کمیونسٹ پارٹی غلبہ حاصل کر لیتی ہے تو اس وقت ہمارا اسلامی وجود کانگریس میں محفوظ نہیں رہ سکتا۔

وہ مسلمانوں پر خاص ظلم نہ کرے بلکہ ہندو و مسلمان سے مساوی برتاؤ کرے اور ممکن ہے کہ ہندو اسے منظور بھی کر لے لیکن میرے جیسے مسلمان کے لئے اسلام کی یہ تخریب کسی طرح خوش آئند نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ایک مفکر کا یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اس وقت کانگریس کو چھوڑنے سے بہتر ہے کہ ابھی سے اپنا علیحدہ نظام قائم کریں۔

(ک) لیکن دوسرے ملکوں کے انقلاب کا مطالعہ کرنے کے بعد میری یہ رائے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کافی غور و خوض کے بعد شاہ ولی اللہ کے فلسفہ کی روشنی میں میں نے ہندوستانی مسلمان کے اقتصادی اور سیاسی پروگرام کو اس درجہ منظّم کر دیا ہے کہ نہ کوئی سوشلسٹ پارٹی اور نہ کمیونسٹ پارٹی ہمارے اسلام کی اس پالیسی سے جنگ کرنا ضروری سمجھے گی۔

اس پر اعتماد اس لئے کیا جاسکتا ہے کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل ہماری سکیم ماننے والے مسلمان کے ساتھ لڑنا ضروری نہیں جانتا بلکہ بعض پروفیسر تو جلسوں میں کہتے رہے کہ اگر ایسی مذہبی جماعت منظّم موجود ہوتی تو ہم اس مذہب کو قبول کر لیتے اور یہ کاشتکاروں کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بے حد مفید ہوتا۔

فیصلہ کن مسائل میں جھوٹ بولنے کو ہم بڑا جرم مانتے ہیں

(ل) محترم پریزیڈنٹ! میں نے آپ کا بہت سا وقت اپنی سرگزشت سنانے میں لے لیا۔ میرا خیال ہے کہ جب تک کوئی مفکر ہمیں خاص طور پر پہچاننے کی کوشش نہ کرے وہ ہمارے جوابات پر مطمئن نہیں ہوگا۔ آج کل ڈپلومیٹک سیاست میں جھوٹ سچ کا امتیاز نہیں کیا جاتا۔ مگر ہم اپنی مذہبی تعلیمات کے اثر سے ایسے فیصلہ کن مسائل میں جھوٹ بولنا

بہت بڑا جرم مانتے ہیں۔ کم از کم اس قدر صداقت کا اظہار تو ضروری ہے جس قدر ایک منصف کے سامنے شہادت دیتے ہوئے عام انسان سچ بولنا پسند کرتے ہیں۔

میرا سیاسی عقیدہ

(م) اب میں آپ کے سوالات کا جواب لکھتا ہوں (ا) میرا سیاسی عقیدہ یا کریڈ' اسلام کی اس تفسیر و شرح میں ہے جو شاہ ولی اللہ دہلوی کے فلسفہ نے پیش کی ہے چونکہ میں اس سیاسی عقیدہ کو انڈین نیشنل کانگریس کی عام پالیسی عدم تشدد وغیرہ کے اندر کانگریس کی ایک پارٹی بنا کر آخر تک چلا سکتا ہوں۔ اس لئے دوسرے درجہ پر انڈین نیشنل کانگریس کریڈ میری کریڈ بن جاتی ہے۔

میرا یقین ہے کہ جس قدر حملے عام مذہبی تحریکوں پر یا خاص اسلامی تحریک پر اس (وقت ہو رہے ہیں۔ وہ بے بنیاد ہیں)

عبیداللہ سندھی

(بشکریہ نقوش خطوط نمبر)